



4925CH06

رباعی

رباعی عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں چار۔ رباعی اردو شاعری کی ایک اہم اور مقبول صنف ہے۔ یہ چار مصروعوں پر مشتمل منحصر نظم ہے جو فکر اور خیال کے اعتبار سے اپنے آپ میں مکمل ہوتی ہے۔ اس کے چاروں مصروعوں میں خیال مربوط و مسلسل ہوتا ہے اور آخری مصروعے میں خیال کی تکمیل ہوتی ہے۔

رباعی کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصروعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ عام طور پر تیسرے مصروعے میں قافیہ نہیں لاتے۔ تاہم ایسی رباعیاں بھی ملتی ہیں جن کے چاروں مصروعوں میں قافیہ کا التزام کیا گیا ہے۔ یہی معاملہ ردیف کا ہے۔ رباعی مردّف بھی ہو سکتی ہے اور غیر مردّف بھی۔ البتہ قافیوں کی پابندی ضروری ہے۔

رباعی بھر ہرچ میں کہی جاتی ہے۔ اس بھر کے 24 اوزان رباعی کے لیے مخصوص ہیں۔

رباعی کے لیے کوئی موضوع مخصوص نہیں ہے۔ عام طور پر اس میں فلسفیانہ، اخلاقی اور نصیحت آموز مضامین بیان کیے جاتے ہیں۔ حمدیہ اور عشقیہ موضوعات پر بھی رباعیاں کہی گئی ہیں۔

رباعی کو ترانہ اور دویتی بھی کہا جاتا تھا۔ فارسی ادب میں رباعی کہنے کا رواج قدیم زمانے سے ہے۔ فارسی میں عمر خیام کی رباعیاں بے حد مقبول ہیں۔ دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں خیام کی رباعیوں کے ترجمے ہوئے ہیں۔

اردو میں رباعی کا آغاز فارسی شاعری کے زیر اثر ہوا۔ ابتدا میں بعض کتنی شعرا جیسے قلبی قطب شاہ اور ملّا وجہی نے رباعیاں کہیں۔ اس کے بعد شمالی ہند میں رباعی لکھنے کا رواج شروع ہوا۔ ابتدائی دور کے شعراء میں میر تقی میر، مصطفیٰ، میر حسن اور جعفر علی حضرت لکھنؤی نے بھی رباعیاں کہی ہیں۔ ان کے بعد میر انیس اور دییر نے اردو میں رباعی گوئی کی روایت کو استحکام بخشنا۔ مولانا الطاف حسین حائل نے بھی رباعیاں لکھی ہیں۔

پیسویں صدی میں رباعی گوئی کی روایت کو زیادہ اعتبار حاصل ہوا۔ امجد حیدر آبادی اور جگت موہن لال رواں صرف رباعی گوئی کے لیے مشہور ہیں۔ جو شیخ آبادی، لیگانہ چنگیزی اور فراق گورکھپوری نے رباعی کی طرف خاص توجہ دی اور کثرت سے رباعیاں کہیں۔

نچے جگت موہن لال روآن کی ایک رباعی دیکھیے۔
کیا تم سے بتائیں عمر فانی کیا تھی
یہ گل کی مہک تھی وہ ہوا کا جھونکا
بچپن کیا چیز تھا جوانی کیا تھی
اک موج فنا تھی زندگانی کیا تھی
(جگت موہن لال روآن)